

محمد حسین لکھتے ہیں کہ میری چھوٹی صاحبہ قبیلے کے بنیادی حقوق کے بارے میں سمجھنا چاہتی ہیں کہ ایک عورت پر اس کے قبیلے کے کیا کیا حقوق عائد ہوتے ہیں یعنی اس کے خاوند کے 'بھائیوں کے' بہنوں کے اس پر کیا حقوق ہیں اور اس کے ساس و سر کے اس پر کیا حقوق ہیں اور دیگر رشتہ داروں کے اس

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد!

ایسی نظام زندگی کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور ایک صحیح متوازن اور متبادل تب ہی وجود میں آسکتا ہے جب باہمی حقوق و فرائض کا پورا پورا لحاظ کیا جائے۔ اسی لیے اسلام رشتہ داروں اور خاص طور پر قریبی عزیزوں کے حقوق کی نگہداشت کی بڑی تاکید کرتا ہے اور حق تلفی یا قطع رحمی کی مذمت کرتا ہے۔ خاوند اور قبیلے میں جس قدر کوئی زیادہ ذمہ دار یا اختیار اور نثرانی کرنے والا ہے اسی قدر اس کی اللہ کے ہاں جواب دہی بھی ہوگی۔ اسلام نے مرد کو اس لحاظ سے فقیہت دی ہے کہ وہ ماں و نطفہ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اور باہر کے کام کا ج زیادہ تر اس کے سپرد ہوتے ہیں جب کہ عورت کو اس لحاظ سے فقیہت و اہمیت ہے کہ

رہت ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے غنیمت کی موت اس حالت میں آئی کہ اس کا خاوند اس پر راضی تھا تو ایسی عورت بنتی ہے۔ (ترمذی کتاب الرضا باب ما جاء فی حق الیومج ۱۱۶)

دلت کے لئے ہرگز روہ نہیں کہ وہ اپنے گھر اور ماں میں خاوند کے مشورے یا اجازت کے بغیر کوئی تصرف کرے۔ اس کے لئے یہ بھی غیر پسندیدہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے تعلقات قائم کرے یا ایسے لوگوں کو گھر آنے کی اجازت دے جنہیں خاوند پسند نہیں کرتا۔ اسلام جس طرح زندگی کے ہر معاملے میں اعتدال کا حکم دیتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

”کم المؤمنین ایمانا أحسنم خلفا وخیارکم خیارکم لئلا یسئم۔“ (ابوداؤد کتاب السنن باب الدلیل علی زیادة الامیان و نقصانہ ۳۶۸، داری کتاب الرقاق باب فی حق الیومج ۲۷۲)

کامل وہ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں اور تم میں بہتر ہیں وہ جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہیں یعنی ان سے لچھا سلوک کرتے ہیں۔“

خاوند اور بیوی دونوں کے لئے ساس و سر والدین کی مانند ہیں۔ ان کا ادب و احترام ان کے لئے اسی طرح لازمی اور ضروری ہے جس طرح وہ اپنے والدین کا احترام کرتے ہیں اور ساس و سر کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنی بھوک و اپنی بیٹیوں کی طرح سمجھ کر اسے محبت و شفقت دیں۔ اسی طرح لڑکی کے والدین عورت جس قبیلے میں آتی ہے اس گھر یا خاندان کے تمام اقربا کے حقوق سے مطلع ہونے چاہئیں۔ اگر پہلے ان سے کوئی رشتہ نہ بھی ہو تب بھی اس سے رشتے کے بعد خاوند کے تمام رشتہ داروں سے اس کی درجہ بدرجہ رشتہ داری قائم ہو جائے گی۔ اسے ان تمام کے حقوق کا خیال رکھنا ہوگا۔ اسی طرح خاوند ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے صحابہ گراہم نے پوچھا کہ

”یا رسول اللہ من حق یحسن الصحیہ قال یک ثم ایک ثم ایک ثم ایک ثم ادناک ادناک۔“ (بخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحیہ ۵۹۱) مسلم کتاب البر و صلوة باب الولدین و انما حق بہ (۲۵۳۸)

سے اللہ کے رسول ﷺ حسن سلوک میں سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ۔ پھر تمہاری والدہ پھر تمہاری والدہ پھر تمہارے والد پھر جو بیٹنا قریب ہے۔“

حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں کہ جو رشتہ توڑتا ہے (یعنی رشتہ داروں سے لچھا سلوک نہیں کرتا) میں نے بھی اس سے تعلق توڑ دیا اور جو رشتہ جوڑتا ہے میں بھی اس سے تعلق جوڑتا ہوں۔ (ابوداؤد کتاب الایمان باب فی صلوة الرحم ۱۶۹۳)

و مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جو قریبی رشتہ داروں کو صدقہ و نذرانہ دیتا ہے یا ان کی مدد کرتا ہے اس کے لئے دو اجر ہیں۔ ایک اس صدقہ کا اور ایک رشتہ داری کا۔

ایک اور حدیث سے تو یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اپنے والدین یا اقربا کے جو دوست ہیں ان کا بھی آپ پر حق ہے اور ان سے حسن معاملہ اور نیکی کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ خود رسول اکرم ﷺ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ان کی سہیلیوں کو تحائف پورے اہتمام سے بھیجا کرتے تھے۔

ہر حال قبیلے اور خاندان کے اندر تمام لوگوں سے حسن سلوک اور ادب و تعظیم ضروری ہے اور ان کے حقوق باہر کے لوگوں سے زیادہ ہیں۔ ہاں البتہ جہاں خاندان و قبیلہ میں اسلامی احکام کی پابندی کا فقدان ہو اور وہ شریعت کی مخالفت کرتے ہوں ان کے مقابلے میں دور کے دیندار اور نیک صالح زیادہ بہتر ہ

بما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص 467

محدث فتویٰ